وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

رسالۂ اعظم التجوید
فی وجوب علم التجوید

مصنفہ

جناب مولانا مولوی ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ صاحب

باہتمام

جناب مولانا مولوی حافظ ابوالسعادات محمد ولی الدین صاحب فضلی امدادی

مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

مطبع اختر دکن واقع افضل گنج میں طبع ہوا

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

رسالہ اعظم التجرید

فی وجوب علم التجوید

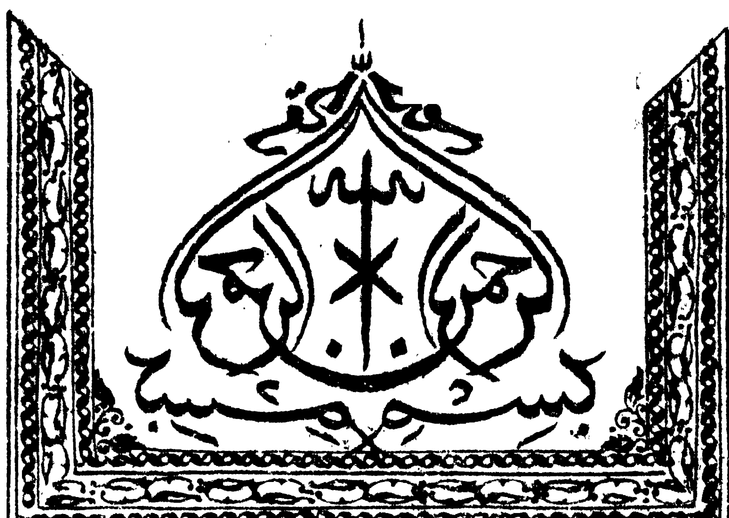
مصنفہ

جناب مولانا مولوی ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ صاحب

باہتمام

جناب مولانا مولوی حافظ ابوالدرجات محمد ولی الدین صاحب فاروقی امدادی
مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن

مطبع اختر دکن واقع افضل گنج میں طبع ہوا



کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ علم تجوید یعنی علم قرات کا سیکھنا اور اوس پر عمل کرنا فرض عین ہے یا فرض کفایہ یا واجب یا سنت یہ مستحب یا اولیٰ کیا ہے اور جو شخص باوجود قدرت اور استطاعت کے اس علم کو نہ سیکھے اوس کا کیا حکم ہے گنہگار ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ اور خود اوس کی نماز صحیح ہے یا فاسد بینوا توجروا ۔ مرسلہ مولوی قاری حافظ محمد اعظم صاحب امام لال مسجد دہلی محل لال کنواں۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

علم تجوید فرض کفایہ ہے اور اوس پر عمل فرض عین ہے ہر شخص پر بقدر جواز نماز کے مانند وضو اور غسل اور نماز وغیرہ کے فرائض سے اور جو شخص باوجود قدرت کے اوسے نہ سیکھے وہ یقیناً گنہگار ہے اور مستحق ہے شدید عذاب کا اس لئے کہ تارک ہے فرض عین کا اور فرضیت اس علم کی ثابت ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماع سے اور ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے اور نہ اوسکی

نماز صحیح ہے۔ مگر جب اپنی کوشش تمام کر دیوے اس کے سیکھنے میں اور پھر قادر نہ ہوا دائے حروف پر انکے مخارج سے مثلاً اس پر بھی اسے یہہ گنجایش نہیں کہ اس علم کے سیکھنے سے بیٹھ رہے اور تعلیم چھوڑ دیوے بلکہ عمر بھر اس کی کوشش اور سیکھنے میں لگا رہے تب صرف اوس کی نماز صحیح ہوگی اور امامت اب بھی نا روا یہاں تک کہ صاحب استطاعت اور صاحب تمیز جیسے علما اگر انکی زبان پر بعض حروف بلا قصد بجاے دوسرے حرف کے نکلجاویں تو ان کے حق میں حکم نماز کے لوٹانیکا ہے اور اسی پر فتوی ہے البتہ عوام جہال جنکو علم و تمیز و عقل کامل اصلا نہیں اونکو حکم اعادہ شامل نہیں اگرچہ انکے ادلہ کی تفصیل بہت دراز ہے مگر اجمال بقدر ضرورت سے چارہ نہیں لہذا ہر مضمون پر مضامین مذکورہ سے روایات فقہ و تجوید وغیرہما بطور مشتے نمونہ پیش انداز ہے اور اون سے پہلے تبرکاً و تیمناً آیاتِ قرانِ شریف مع بعض تفاسیر تحریر والله سبحانه الموفق والقدير والصلوة والسلام على السراج المنير وآله المختار واصحابه الاخيار۔

پہلی آیت[1]۔ فرمایا الله تعالی نے کہ ہمنے قرآن شریف کو عربی اوتارا انا انزلناه قرآنا عربيا دوسری آیت[2] میں فرمایا بلسان عربی مبین تیسری آیت[3] میں کتاب فصلت آیاته قرآنا عربیا یعنی جس کسی نے خلاف قاعدہ علم تجوید جس میں مخارج حروف اور صفات وغیرہ کے اصول موافق لہجۂ عرب کے ضبط کیے گئے ہیں کوئی حرف قرآن شریف کا پڑھا اوس نے قرآن شریف نہ پڑھا بلکہ بعضی غلطی حروف وکلمات کی تبدیل و تغییر میں ایسی ہوتی ہے جس سے معانی فاسد ہو جاتے ہیں اور اوس سے نماز میں فساد ہوتا ہے ۱۲ بعضی غلطی سے لفظ مہمل و بے معنی ہو جاتا ہے

[1] پہلی آیت سورہ یوسف میں ہے [2] دوسری سورہ شعرا میں [3] تیسری سورہ سجدہ میں ۱۲

اور بعض سے خوف کفر ہوتا ہے بلکہ اوس کا عقیدہ عین کفر خالص اور اسیواسطے
علمائے دین نے فرمایا کہ رکوع کی تسبیح میں جس شخص سے ظا اچھی طرح سے ادا نہ ہو سکے
اوس کو چاہیے کہ العظیم کی جگہ الکریم کہے ورنہ اوس کی نماز فاسد ہو جائیگی بر تقدیر
العزیم نکلنے کے زا سے کیونکہ عزیم کے معنی سخت دشمن کے ہیں رد المحتار میں
ہے السنة فی تسبیح الرکوع سبحان ربی العظیم الا ان کان لایحسن الظاء فیبدل به
الکریم لئلا یجری علی لسانه العزیم فتفسد به الصلوة کذا فی شرح درر البحار فلیحفظ فان
العامة عنه غافلون حیث یاتون بدل الظاء بزای معجمة اور اسیواسطے کہ قرآن شریف
زبان عربی میں نازل ہوا ہے۔ اور ضاد معجمہ خاص عربی حرف ہے۔ اس کو مشابہ
زیا ذیا ظ وغیرہ کے پڑھنے کو بالاتفاق سب اہل عربیت نے مستہجن یعنی قبیح اور
ذلیل فرمایا ہے کہ وہ نہ قرآن مجید میں واقع ہے نہ غیر قرآن میں کسی عربی کی نثر اور
نظم میں فصحائے عرب سے۔ بلکہ وہ لہجہ ہے عرب کے اون جاہلون اور گنواروں
کنیزک زادوں کا جن کے باپ عربی اور ماں عجمی چھوکری تھی۔ پس عجم کے اختلاط سے
اوس میں یہ تغییر پیدا ہوئی۔ شرح اصول میں کافی سے منقول ہے وغیرہ
اسے غیر الفصیح من الفروع ما ہو مستہجن مسترزل لم یقع فی الکلام المجید ولا فی غیرہ
من نثر ولا نظم من کلام الفصحاء ومنشاء هذه الحروف محافظة غیرهم حین
جاء الاسلام واتخذوا الجواری من العجم وحصل منهن اولاد واخذوا حروفا من لغاتهن وخلطوها
بلغة العرب وهی احد عشر حرفا (الی قوله) والخامس ضاد معجمة ضعیفة ای کالظاء المعجمة
یجعلون الضاد بینها وبین الظاء کفایہ شرح شافیہ میں واما الصاد کالسین
والضاد الضعیفة بین الضاد والظاء فمستهجنة ذکر فی شرح الهادی ان الحروف المستهجنة

انما نشأت لمخالطة العرب غیرہم و ذالک حین جاء الاسلام و اقتنوا الجواری من غیر صنفہم وجاء منہم اولاد و اخذوا حرفا من لغات امہاتہم و خلطوہا بلغة العرب انتہی- ایسا ہی رضی شرح شافیہ میں ہے قولہ الضاد الضعیفة قال السیرافی انہا لغة قوم لیس فی لغتہم ضاد اذا احتاجوا الی التکلم بہا فی العربیة فربما اخرجوہا ظاء و ربما تکلفوا فخرجت بین الضاد و الظاء انتہی- اور اسیواسطے کہ ضاد کو مشابہ ظا وغیرہ یا عین ظا اور مثل اس کے پڑھنا عربی لہجہ نہیں ہے اور جو عرب کا لہجہ نہیں اوس میں قرآن شریف پڑھنا روا نہیں اہل تجوید نے تصریح فرمائی کہ اوس کا اس طرح پڑھنا اصلا جائز نہیں- علامہ جزری اپنی کتاب نشر میں فرماتے ہیں الضاد انفرد بالاستطالة ولیس فی الحروف ما یعسر علی اللسان مثلہ فان السنة الناس فیہ مختلفة وقل من یحسنہ فمنہم من یخرجہ ظاء معجمة ومنہم من یمزجہ بالذال ومنہم من یجعلہ لاما ومنہم من یخرجہ طاء ومنہم من یشمہ بالزاء وکل ذالک لایجوز فلیحذر من قلبہ الی الظاء الخ- اور اسیواسطے کہ قرآن شریف عربی میں نازل ہوا ہے- اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتہم اور ضاد کو مشابہ ظا وزا اور ذ وغیرہ کے پڑھنا عرب کا لہجہ نہیں ہمارے علما کے نزدیک قصدا ایسا پڑھنے والا باتفاق کافر ہے- کہ وہ شخص تحریف اور تغییر کرنیوالا ہے کلام اللہ شریف کا- اور نماز اوس کی بے شبہ فاسد اور باطل ہے اور اسی پر فتوی ہے اور یہی مختار ہے اور اسی پر اتفاق ہے اکثر ائمہ کا کما سیجیٔ روایاتہ انشاء اللہ تعالی- اور فقہا کا اختلاف جسمیں ہے وہ بر تقدیر خطا کے ہے نہ عمد کے کما ہو مصرح متفق فی کتب الفقہ

چوتھی آیت۔ الذین اتینهم الکتاب یتلونه حق تلاوته
حق تلاوت کے معنی باتفاق مفسرین یہی ہیں کہ رعایت لفظاً و معنیً اور عمل کے
ساتھ تلاوت ہو اور جیسا کہ اُترا ہے اُسیطرح تلاوت ہو جب حق تلاوت ادا
ہوگا۔ اور نہیں اُترا ہے قرآن شریف مگر تجوید کے ساتھ جیسا کہ مقدمہ جزری
وغیرہ میں ہے۔ پس سیکھنا تجوید کا ضرور ہوا ورنہ مُنزّل کے خلاف ہوگا اور رعایت
لفظ کی بغیر برتاوے قواعد تجوید کے ممکن نہیں۔ تفسیر بیضاوی میں ہے
یتلونه حق تلاوته۔ بمراعاة اللفظ من التحریف والتدبر فی معناه والعمل
بمقتضاه تفسیر خازن میں ہے یتلونه حق تلاوته اے یقرؤنه
کما انزل لایغیرونه ولایحرفونه ولایبدلون ما فیه تفسیر کبیر میں ہے یقرؤنه کما
انزل الله ولایحرفون الکلم عن مواضعه ولایتاولونه علی غیر الحق تفسیر رحمانی
میں ہے یتلونه حق تلاوته من غیر تحریف لفظاً ومعنیً تفسیر عزیزی
میں ہے۔ یتلونه حق تلاوته۔ یعنی تلاوت می کنند آن کتاب راحق تلاوت
آن بغیر تحریف لفظی یا معنوی وبامحافظت حروف وکلمات وباتصدیق محکمات
ومتشابہات واحتراز تغیر مدلولات وغور وتامل در تقریر آن وفہم مرادات
واشارات آن۔ وخطیب در کتاب الرواۃ عن مالک بروایت ابن عمر رض
ازان حضرت علیہ السلام آورده که فرمودند حق تلاوت کلام الله آن است
که حلال اورا حلال گیرد وحرام اورا حرام داند وبخواند آن راچنانچه نازل شده است
انتہیٰ جب خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر
اس طرح ثابت ہوئی کہ قرآن شریف کو جیسا کہ اُترا ہے ویسا ہی پڑھنا چاہیے تو ضرور

ہوا یہ جاننا کہ قرآن شریف کیسا اترا ہے اور کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم اور صحابہ کرام رضا نے اوس کو پڑھا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن
شریف تجوید کے ساتھ اترا ہے۔ اور تجوید ہی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے پڑھا ہے۔ اور اسیطرح تابعین
اور اتباع تابعین نے الی یومنا ہذا بواسطہ قرارات سبعہ متواترہ کما سیاتی
علیہا الدلائل المتعاظرہ انشاء اللہ تعالےٰ۔ **پانچویں آیت** وقرآنا
فرقناہ اے فصلناہ وبیناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث اے علی تؤدۃ
وترسل (خازن) وقرآنا منصوب بمضمر یفسرہ قولہ تعالےٰ فرقناہ نزلناہ
مفرقا لتقرأہ علی الناس علی مکث اے مہل وتأن (**روح البیان**)
وقرآنا منصوب بفعل یفسرہ فرقناہ وقرأ ابی فرقناہ بالتشدید فرق بالتخفیف
یدل علی فصل متقارب علی مکث بالفتح والضم علی مہل وتؤدۃ وتثبت
(**کشاف**) لتقرأہ تابخوانی آنرا علی الناس بر مردمان علی مکث بر طریق
درنگ ومکث وتہلت **تفسیر حسینی**۔ **شیخ الاسلام علامہ جرزی کے**
بیٹے نے۔ اس آیت کریمہ میں مکث کی تفسیر ترتیل اور تجوید کیساتھ کی ہے
جیساکہ منح الفکریہ علی الجزریہ میں ملا علی قاری نے ذکر کیا ہے۔ اور وہ جو اس
پر شبہ کیا ہے وہ بالکل مدفوع اور ساقط اور ممنوع ہے بیان جمہور مفسرین
سے جیساکہ میں نے چند تفسیروں کی عبارت نقل کردی۔ عامہ مفسرین نے
جو معنی مکث کے تحریر فرمائے ہیں وہ بعینہ مطابق ہے بیان ابن مصنف رح
کے۔ اس لئے کہ ترتیل اور تجوید کو مکث اور درنگ اور مہلت لازم لیس کسی

حاشیہ: ۵ پانچویں آیت جس سے ثابت ہوتا ہے

نے کوئی لفظ اختیار کیا کسی نے اور کوئی اور حاصل سب کا ایک ہے اسکے
علاوہ اکثر مفسرین نے جو معنی اس آیت کے فرمائے ہیں وہی بعینہ آئندہ کی
آیات میں مذکور ہیں۔ بلکہ امام المفسرین حضرت ابن عباس رض سے منقول اور سطور
سے چھوٹی آیت ورتلناہ ترتیلا قال فی الکشاف۔ ورتلناہ
معطوف علی الفعل الذی تعلق بہ کذلک کانہ قال کذلک فرقناہ ورتلناہ ومعنی ترتیلہ
ان قدرہ آیۃ بعد آیۃ ووقفۃ عقیب وقفۃ ویجوز ان یکون المعنی وامرناہ بترتیل قرأتہ
وذلک قولہ ورتل القران ترتیلا اے اقرأہ بترسل وتثبت
ومنہ حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا فی صفۃ قرأتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاکسردکم
ہذا لو اراد السامع ان یعدہ لعدہ واصلہ الترتیل فی الاسنان وہو تفلیجہا
یقال ثغر رتل ومرتل ویشبہ بنور الاقحوان فی تفلیجہ انتہی۔ وقال الامام
الرازی فی التفسیر الکبیر اما قولہ تعالی ورتلناہ ترتیلا فمعنی الترتیل فی الکلام
ان یاتی بعضہ علی اثر بعض علی تودۃ وتمہل واصل الترتیل فی الاسنان وہو
تفلیجہا یقال ثغر رتل ومرتل وہو ضد التراص انتہی وقال العلامۃ ابو السعود
فی التفسیر قولہ تعالی ورتلناہ ترتیلا تنکیر ترتیلا للتفخیم اے رتلناہ ترتیلا بدیعا
لا یقادر قدرہ ومعنی ترتیلہ تفریقہ آیۃ بعد آیۃ قالہ النخعی والحسن وقتادہ وقال ابن عباس رض
بیناہ بیانا فیہ ترتیل وتثبیت وقال السدی فصلناہ تفصیلا وقال مجاہد جعلناہ
بعضہ فی اثر بعض وقیل ہو الامر بترتیل قرأتہ بقولہ تعالی ورتل القران ترتیلا
انما ذکر فیہ بصیغۃ التمریض اشارۃ الی ضعفہ ومنشا ذلک لیس الا انہ قول العلامۃ الزمخشری فی الکشاف وہو
معتزلی ولا یخفی ما فیہ من التعصب لان قول العلامۃ الزمخشری ہو الحق الذی یعض علیہا بالنواجذ لکونہ موافقا للجمہور

وقیل قرأناہ علیک بلسان جبریل علیہ السلام شیئا فشیئا فی عشرین او فی ثلاث وعشرین سنۃ علی تؤدۃ وتمہل انتہی وقال الامام العلامۃ الخازن۔ فی لباب التاویل فی معانی التنزیل کذالک فعلنا ذالک لنثبت بہ فوادک

اے انزلناہ فرقا لنقوی بہ قلبک فتعیہ وتحفظہ فان الکتب المتقدمۃ نزلت علی انبیاء یکتبون ویقرؤن وانزلنا القرآن علی نبی امی لا یکتب ولا یقرأ ورتلناہ ترتیلا قال ابن عباسؓ وبیناہ بیانا والترتیل التبیین فی ترسل وتثبت انتہی۔ وقال الشیخ اسمعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ فی تفسیرہ روح البیان ورتلناہ

ترتیلا والترتیل التفریق بین الکلمۃ بعد الاخری بسکوت یسیر دون قطع النفس واصلہ فی الاسنان وہو تفریجہا والمعنی کذالک انزلناہ وقرأناہ علیک شیئا بعد شیئ علی تؤدۃ وتمہل فی عشرین سنۃ او ثلاث وعشرین انتہی۔ وقال العلامۃ النسفی فی المدارک ورتلناہ ترتیلا معطوف علی الفعل الذی تعلق

بہ کذالک کانہ قال کذالک فرقناہ ورتلناہ اے قدرناہ آیۃ بعد آیۃ ووقفۃ بعد وقفۃ او امرنا بترتیل قرأتہ وذالک قولہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا اے اقرأ بترسل وتثبت او بیناہ تبیینا والترتیل التبیین فی ترسل وتثبت انتہی۔ وقال العلامۃ الواعظ الکاشفی فی تفسیرہ بالفارسیۃ۔ ورتلناہ وبخواندیم قرآن بعضے از پے بعضے ترتیلا خواندنی بمہلت وتانی بی انقطاع بعید انتہی

بقیہ نوٹ صفحہ (۸) من اہل السنۃ والجماعۃ بل مطابقا للاجماع۔ ولا نقفسیر علی وفق ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام اللہ یفسر بعضہ بعضا فیجوز کون القائل معتزلیا مع کونہ حنفیا وکون قولہ وفقا ومطابقا للاجماع وقول الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیف یستحق ان یضعف قولہ فتنبہ لذالک ۱۲ منہ

وقال بعض المفسرین۔ قولہ تعالیٰ ورتلناہ ترتیلا۔ اے انزلناہ بالترتیل اے بالتجوید کما فی شرح المقدمۃ المنظومۃ الجزریۃ للعلی القاری رحمہ اللہ تعالیٰ

اقول۔ اس آیت کریمہ سے موافق بیان محققین مفسرین کے واضح اور ثابت اور محقق ہوا کہ قرآن شریف ترتیل اور تجوید کے ساتھ نازل ہوا ہے۔ اور بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تلاوت قرآن شریف کا یہ ہے کہ جیسا کہ نازل ہوا ہے ویسا ہی پڑھا جائے اور وہ نہیں ممکن ہے۔ مگر ساتھ مراعاۃ قواعد تجوید کے اور جب قرآن شریف کا پڑھنا نماز میں فرض ہوا تو علم تجوید کا سیکھنا بقدر ضرورت یعنی بقدر ما یجوز بہ الصلوۃ اور اوس پر عمل کرنا فرض عین ہوا وسیاتی التصریح بذالک والمزید مع التنقیح والتوضیح المدید انشاء اللہ سبحانہ۔ ساتویں آیت ورتل القرآن ترتیلا۔ تفسیر حسینی میں ہے ورتل القرآن۔ وبتانی وشمردہ بخوان قرآن را یا روشن کن حروف آنرا بوقت تلاوت ترتیلا روشن کردنی چنانچہ سامع شمار آن تواند کرد و از مرتضی علی رضی نقل کردہ اند کہ مراد بترتیل حفظ وقوف است وادائے حروف تفسیر خازن میں ہے ورتل القرآن ترتیلا۔ الترتیل ہو التوقف والترسل والتمہل والافہام وتبیین القراءۃ حرفا حرفا اثرہ فی اثر بعض بالمد والاشباع والتحقیق وترتیلا تاکید فی الامر بہ واداء لا بد للقاری منہ انتہی۔ تفسیر کشاف میں ہے۔ ترتیل القرآن قراءتہ علی ترسل وتودۃ بتبیین الحروف واشباع الحرکات حتی یجیٔ التلو منہ شبیہا بالثغر الرتل وہو المفلج المشبہ بنور الاقحوان وان لا یہذہ ہذا ولا یسردہ سردا وترتیلا تاکید فی ایجاب الامر بہ وانہ ما لا بد منہ للقاری انتہی۔ تفسیر روح البیان میں

ساتویں آیت سے قرآن میں ہے

چوتھی حدیث

ورتل القرآن اے اقرأه علی تؤدة وتبیین حروف وبالفارسیة وقرآن را
کشاده وحروف خوان بحدیکه بعضے آن بر پی بعضے باشد ترتیلا بلیغا بحیث
تتمکن السامع من عدها ولذا نهی ابن مسعود رضی الله عنه عن التعجیل وقال ولا یکن همّ احدکم
آخر السورة یعنی لابد للقاری من الترتیل لیسلم نظم القرآن من الخلل والرتل اتساق
الشیء وانتظامه علی استقامة والترتیل هویدا کردن سخن بے تکلف ثم الظاهر ان
الامر به یعم الامة لانه امر مهم للکل والامر للوجوب کما دل علیه التاکید وکان علیه
السلام مجوداً للقرآن کما انزل وتجویده تحسین الفاظه باخراج الحروف من
مخارجها واعطاء حقوقها من صفاتها کالجهر والهمس واللین ونحوها وعن ابن عباس رض لأن
اقرأ البقرة أرتلها واتدبرها احب الیّ من ان اقرأ القرآن کله هذرمة اے سرعة
وفی الحدیث یؤتی بقاری القرآن یوم القیامة فیوقف فی
اول درج الجنة ویقال اقرأ وارق ورتل کما کنت ترتل
فی الدنیا فان منزلتك عند اخر آیة تقرأها وفی الحدیث
رب قاری القرآن والقرآن یلعنه وهو متناول لمن یخل بمبانیه ومعانیه
او بالعمل بما فیه وذلك موقوف علی بیان اللحن وهو انه جلی وخفی فالجلی خطأ یعرض اللفظ

[1] قرآن شریف کو ترتیل وتجوید کے ساتھ پڑھنا ہر شخص کو ضروری ہے اور قرآن شریف میں اس کا امر وجوب کے لئے ہے یعنی قولہ تعالیٰ ورتل القرآن

[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف کو تجوید سے پڑھتے تھے اور قرآن شریف تجوید ہی کے ساتھ اترا ہے۔ [3] اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھنا فرض ہے اور اوس کا تارک باوجود قدرت کے ملعون ہے۔

ویخل بالمعنی بان یبدل حرفا مکان حرف بان یقول مثلا الطالحات بدل الصالحات
و بالاعراب کرفع المجرور و نصبه سواء تغیر المعنی به اولا کما اذا قرأ ان اللہ بریٔ
من المشرکین ورسولہ بجر رسولہ واللحن الخفی خطاء یخل بالعرف والضابطة کترک
الاخفاء والادغام والاظہار والقلب وکترقیق المفخم وعکسه ومد المقصور وقصر الممدود وامثال
ذالک ولاشک ان ہذا النوع مما لیس بفرض عین یترتب علیه العقاب الشدید وانما فیه
التہدید وخوف العقاب وفی قوة القلوب وفی الجہر بالقرارة سبع نیات
منہا الترتیل الذی امر به ومنہا تحسین الصوت بالقرآن الذی ندب الیه فی قوله علیه
السلام زینوا القرآن باصواتکم وفی قوله لیس منا من لم یتغن بالقرآن
اے یحسن صوته انتہی ملخصا تفسیر عزیزی میں ہے ورتل القرآن ترتیلا اور
کھول کر پڑھو قرآن کے لفظون کو صاف اور ترتیل لغت میں واضح اور صاف
پڑھنے کو کہتے ہیں اور شرع شریف میں کئی چیزون کی رعایت کرنے کو کہتے ہیں
قرآن شریف کے پڑھنے میں تاکہ خوب ترتیل حاصل ہوجاے پہلے حرفون کو صحیح
نکالنا یعنی اپنے مخرج سے نکالنا تاکہ طا کی جگہ تا اور ضاد کی جگہ پر ظا نہ نکلے دوسرے
وقوف کی جگہ پر اچھی طرح سے ٹھیرنا کہ وصل اور قطع کلام میں بے موقع نہو پائے
اور کلام کی تبدیل نہو جائے تیسرے حرکتون میں اشباع کرنا چوتھے آواز
کو تھوڑا بلند کرنا پانچویں اپنی آواز کو اچھا کرنا اس طور سے کہ اوس میں دردمندی
پائی جائے تاکہ دل پر جلدی تاثیر کرے اور مطلب حاصل ہو چھٹے تشدید

سلہ لحن جلی سے بچنا فرض عین ہے جس کے ترک میں ترتب عقاب شدید کا ہے اور لحن خفی
کے ترک میں خوف عقاب ہے اور اس لئے کہ اوس سے بچنا فرض عین نہیں ہے۔

اور مد کا جس جگہ پر ہیں۔ وہاں لحاظ رکھنا کہ شد اور مد کی رعایت سے کلام الہی میں
عظمت اور بزرگی نمودار ہوتی ہے۔ ساتویں اگر قرآن شریف میں کوئی خوف کا
مضمون سنے تو وہاں حق تعالیٰ سے پناہ طلب کرے یہ سات چیزیں ہوئیں
جن کی ترتیل میں رعایت کرنا ضروری ہے انتہی مختصر التفسیر کبیر میں ہے قولہ
تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا تاکید فی ایجاب الامر بہ وانہ مما لابد منہ للقاری
تفسیرات احمدیہ میں ہے خطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم والمراد ہو وامتہ کما
صرح بہ فی الزاہدی وقولہ تعالیٰ ورتل القرآن عطف علیہ فاللہ تعالیٰ قدامرہم
بترتیل القرآن واوجبہ علیہم وہو علی مانقل عن علیؓ رعایۃ الوقوف واداء الحروف
من المخارج کما صرح بہ فی الحسینی والزاہدی وہو فرض فی الصلوٰۃ تفسد بدونہ لانہ
ماموربہ ولم یلحقہ ناسخ وکتب الفقہ مشحونۃ بذلک انتہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ترتیل کے معنی تجوید کے ہیں کما فی
منح الفکریہ وغیرہ اقول۔ حضرت حق سبحانہ کے کلام مبارک میں سات آئیوں
اور احادیث متعددہ سے موافق بیان مفسرین محققین کے ثابت اور مبرہن ہوا کہ
قرآن شریف کو ترتیل اور تجوید سے پڑھنا چاہیے اور قرآن شریف ترتیل وتجوید کے
ساتھ نازل ہوا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجوید کے ساتھ
قرآن شریف کو پڑھا ہے ایسا ہی صحابہ وغیرہم من الائمۃ القرآنی اور رعایت تجوید
کی قرآن شریف کے پڑھنے میں لابد اور ضروری اور ماموربہ اور واجب بلکہ فرض
ہے۔ اور جو شخص تجوید کے قواعد ضروری کے موافق قرآن شریف کو نہ پڑھے
باوجود قدرت کے تو وہ شخص ملعون ہے۔ اس لئے کہ تارک ہے فرض عین کا۔

سات حدیث

پس مستحق ہے وہ عذاب شدید کا اور بالخصوص نماز میں جو قراءۃ فرض ہے اور قراءۃ قرآن بغیر قاعدہ تجوید ضروری کے ممکن نہیں۔ اگر کسی نے باوجود قدرت کے تجوید کو حاصل نہ کیا اور نماز پڑھی تو اوس نے نماز کا فرض ترک کیا پس نماز اوسکی باتفاق فاسد اور باطل ہوئی۔ کیونکہ ترکِ فرض سے نماز کا بطلان متفق علیہ ہے اب دوسری روائتیوں علم تجوید اور کتب فقہ وغیرہا سے ان مضامین کی تصریح اور مزید سنئے

امام القرار علامہ محقق شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد جزری قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس اپنے مقدمہ منظومہ میں فرماتے ہیں۔

نظم

الاخذ بالتجوید حتم لازم	من لم یجود القرآن آثم
لانہ بہ الالہ انزلا	وھکذا منہ الینا وصلا
وھو اعطاء الحروف حقھا	من کل صفۃ ومستحقھا
ورد کل واحد لاصلہ	واللفظ فی نظیرہ کمثلہ

اس کی شرح میں علامہ محقق شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ والاخذ بالتجوید حتم اے لازم للقاری فحینئذ من لم یجود وفی نسخۃ یصحح القرآن بان یقراءہ قراءۃ تخل بالمعنی او بالاعراب فھو آثم لانہ اے القرآن بہ ای بالتجوید الالہ انزلا وہکذا منہ الینا وصلا قال تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا ای ائت بہ علی تودۃ بتبیین الحروف والحرکات والتاکید بالترتیل بالمصدر تعظیما لشانہ وترغیبا فی ثوابہ والقاری بترکہ ذلک من الداخلین فی خبر رب قاری القرآن

والقرآن یلعنه وعلم بذلک طلب التحرز عن اللحن وھو ھنا الخطأ والمیل عن الصواب
وھو جلی وخفی فالجلی خطاء یعرض اللفظ ویخل بالمعنی والاعراب کرفع المجرور ونصبه
والخفی خطاء یعرض اللفظ ولا یخل بالمعنی ولا بالاعراب کترک الاخفاء والاقلاب والغنة
وھو اے التجوید اعطاء الحروف حقھا من صفة لازمة لھا من ھمس وجھر وشدة
ورخاوة ونحوھا ممامر واعطاؤہ مستحقھا مما ینشأ عن الصفات المذکورة کترقیق
المستفل وتفخیم المستعلی ونحوھما عطف علی اعطاء قوله ورد کل احد من الحروف لاصله
اے حیزہ من مخرجه وقوله واللفظ فی نظیرہ اے نظیر ذلک الحرف کمثله بزیادة
اے وان تلفظ بنظیرہ بعد لفظک به مثل لفظک به اولا ان کان الاول مرققا
فنظیرہ کذلک او مفخما فنظیرہ کذلک او غیرہ فغیرہ لتکون القراءة علی نسبة واحدة
وفی الموطا والنسائی[2] عن حذیفة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اقرؤا
القرآن بلحون العرب[1] وایاکم ولحون اھل الفسق والکبائر فانه
سیجیئ اقوام من بعدی یرجعون ترجیع الغناء والرھبانیة والنوح
لا یجاوز حناجرھم مفتونة قلوبھم وقلوب من یعجبھم شانھم
والمراد بلحون العرب القراءۃ بالطبع والسلیقة کما جبلوا علیه من غیر زیادة ولحون
اھل الفسق والکبائر الانغام المستفادة من علم الموسیقی والامر فی الخبر محمول

سلہ - جو قرآن شریف پڑھنے والا قاعدۂ تجوید کو چھوڑ کر پڑھے وہ اس حدیث شریف کے مصداق میں داخل ہے کہ بہترے قرآن خوان ہیں جن پر قرآن شریف لعنت کرتا ہے۔

سلہ۲ - لحون عرب سے کیا مراد ہے۔ جس کے ساتھ قرآن شریف کے پڑھنے کا حکم ہے قواعد تجوید اسی کے ضبط کے واسطے ائمہ نے وضع کیا ہے۔

ہمیشہ لحن جلی اور حرام ہے
لحن خفی مکروہ ہے

علی الندب والنہی علی الکراہۃ ان حصلت المحافظۃ علی صحۃ الفاظ الحروف والا فعلی التحریم انتہی۔ ملا علی قاری منح الفکریہ علی متن الجزریہ یعنی اوسی مقدمہ منظومہ کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں والاخذ بالتجوید حتم لازم تقدیرہ واخذ القاری تجوید القرآن وہو[۱] تحسین الفاظہ باخراج الحروف من مخارجہا واعطاء حقوقہا من صفاتہا وما یترتب علی مفرداتہا ومرکباتہا فرض لازم وحتم واکم ثم ہذا العلم لاخلاف فی انہ فرض کفایہ[۲] والعمل بہ فرض عین فی الجملۃ علی صاحب کل قراءۃ وروایۃ ولو کانت القراءۃ سنۃ من لم یجوّد القرآن آثم بان یقرأ قراءۃ تخل بالمعنی والاعراب (لانہ بہ الالہ انزلا) والضمیر فی لانہ للشان او للقرآن وفی بہ للتجوید اے لان اللہ انزل فی القرآن الامر[۳] بالتجوید حیث قال ورتل القرآن ترتیلا موکدا بالمصدر مبالغۃ فی الامر ومن العلوم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان مجوّدا[۴] کما انزل لکنہ خطاب لہ والمراد امتہ ونقل عن علی کرم اللہ وجہہ انہ قال[۵] الترتیل ہو تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف وعن مجاہد ای ترسّل فیہ ترسّلا والمعنی تمہل فی المبنی لتبیین لک المعنی کما قال تعالی ولا تعجل بالقرآن ولا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ وعن الضحاک انبذہ حرفا حرفا وعن ابن عباس[۶] بیّنہ تبیینا وقال بعض العلماء ای تلبث وتثبت فی قراءتہ وافصل الحروف من الحروف الذی

[۱] تجوید کے معنی اور تعریف [۲] علم تجوید کا سیکھنا فرض کفایہ اور اوس پر عمل فرض عین ہے
[۳] حضرت حق سبحانہ نے قرآن شریف میں تجوید کا امر فرمایا تمام امت کے واسطے اور قرآن کو تجوید کے ساتھ نازل کیا [۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجوّد تھے [۵] حضرت علی فرماتے ہیں کہ رتل القرآن کے معنی یہ ہیں کہ قرآن شریف کو تجوید سے پڑھو۔

بعدہ و لاتستعجل فیتداخل بعض الحروف فی بعض وقولہ تعالیٰ ورتلنٰہ ترتیلا ای انزلناہ بالترتیل ای بالتجوید واما ماروی عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب قاری للقرآن والقرآن یلعنہ فانہ متناول لمن یخل بمبانیہ او معانیہ او بالعمل بما فیہ او ھٰکذا منہ الینا وصلا [۱]) ای وصل القرآن من اللہ الینا علی لسان جبریل علیہ السلام ببیان متواتر من اللوح المحفوظ وبیان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتعلم التابعین ثم اتباعھم منھم وھلم جرا الی مشائخنا رحمھم اللہ متواترا کذا بوصف الترتیل المشتمل علی التجوید والتحسین وتبیین مخارج الحروف وصفاتھا وسائر متعلقاتھا التی ہی معتبرۃ فی لغۃ العرب الذی نزل القرآن العظیم بلسانھم لقولہ تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ فینبغی ان یراعی جمیع قواعدھم وجوبا فیما یتغیر بہ المبنی ویفسد المعنی و استحبابا فیما یحسن بہ اللفظ ویستحسن بہ النطق حال الاداء وانما قلنا بالاستحباب فی ہذا النوع لان اللحن الخفی الذی لا یعرفہ الا مہرۃ القرآن من تکریر الراآت وتطنین النونات وتغلیظ اللامات فی غیر محلھا وترقیق الراآت فی غیر موضعھا لا یتصور ان یکون من فرض عین یترتب [۲] العقاب علی فاعلھا لما فیہ من حرج عظیم وقد قال تعالیٰ۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ وہو الحق الذی یعض

[۱] قرآن شریف حق تعالیٰ کی طرف جبریل علیہ السلام کی زبان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضور کی زبان مبارک سے ہم تک تجوید کے ساتھ اترا اور پہونچا۔

[۲] اگرچہ اس صورت میں ترتب عقاب شدید کا نہیں ہے بوجہ عدم فرضیت عین کے مگر نوف عقاب اور تہدید اس میں ضرور ہے جیسا کہ سابقا روح البیان سے گزر چکا بلکہ خود ملا علی قاری صاحب نے اسی شرح میں اس سے قبل جہاں لحن جلی اور خفی کی تعریف اور حکم لکھا ہے وہاں اس کی

علیہ بالنواجذ (وهو اعطاء الحروف حقها من كل صفة ومستحقها)
بفتح الحاء عطفا علی حقها ومن بیانیة لما قبلها وهذا تعریف التجوید ای التجوید هو اعطاء الحروف
بعد احسان مخارجها وتمکینها فی محائزها حقها من کل صفة من صفاتها المتقدمة واعطاؤها
مستحقها من تفخیم وترقیق وسائر اوصافها الآتیة والفرق بین حق الحروف ومستحقها
ان حق الحرف صفته اللازمة له من همس وجهر وشدة ورخاوة وغیر ذلک من الصفات
الماضیة ومستحقها ماینشأ عن هذه الصفات کترقیق المستفل وتفخیم المستعلی ونحو
ذلک من ترقیق الراآت وتفخیم بعضها وکذا حکم اللامات ویدخل فی الثانی ماینشأ
من اجتماع بعض الحروف الی بعض مما حکموا علیه بالاظهار والادغام والاخفاء والقلب
والغنة والمد والقصر وامثال ذلک فالحق صفة اللزوم والمستحق صفة العروض
هذا ولا یخفی ان اخراج الحروف من مخارجه ایضا داخل فی تعریف التجوید کما صرح
به الناظم فی کتابه التمهید فکان ینبغی ان یذکر فیه وقد اشرنا الی جواب لطیف فی ضمن
تعریفه وهو ان الحروف لا تتحقق الا باعتبار اخراجها من حیزها والاظهر ان المراد بقوله
(ورد کل واحد لاصله) بیان مخرج کل واحد من الحروف فان معناه ان التجوید هو
(رد کل واحد من الحروف لاصله) ای صرفه الی اصل من حیزه ومخرجه ثم اعلم ان الخ۔

بقیہ نوٹ صفحہ (۱۷) ۔ تصریح فرمائی ہے حیث قال اللحن علی نوعین جلی وخفی فالجلی خطاء یعرض للفظ
ویخل بالمعنی والاعراب کرفع المجرور ونصبه ونحوهما سواء تغیر المعنی به ام لا والخفی خطاء یخل بالعرف
کترک الاخفاء والقلب والاظهار والادغام والغنة وکترقیق المفخم وعکسه ومد المقصور وقصر
الممدود وامثال ذلک ولاشک ان هذا النوع مما لیس بفرض عین یترتب علیه العقاب الشدید
وانما فیه خوف العقاب والتهدید انتهی ۱۲ منه سلمه تجوید کی تعریف

کتاب اللہ تعالی یقرا بالترتیل والتحقیق وبالحدر والتخفیف والاول اولی لظہور المعنی والثانی افضل لتکثیر المبنی وقد ورد انہ[1] صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب ان یقرأ القرآن غضا کما انزل فلیقرأ قراءۃ ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والمراد بالغض الطری فانہ رضی اللہ عنہ کان قد اعطی حظا عظیما فی تجوید القرآن وتحقیقہ وترتیلہ کما انزلہ اللہ وقد امرہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یسمعہ القرآن فقال أأقرأ علیک وعلیک انزل فقال نعم احب ان اسمع من غیری فقرأ علیہ سورۃ النساء الی ان وصل الی قولہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا فقال حسبک الآن وکانت عیناہ تذرفان وفی الحدیث الوارد فی الصحیحین ایماء الی بیان الطریقین فی اخذ القراء عن الشیوخ ولما کان عبد اللہ بن اجلاء علماء القراءۃ من الصحابۃ خصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہذہ المنقبۃ وفی الموطا وسنن النسائی عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اقرءوا القرآن بلحون العرب واصواتہا وایاکم ولحون اہل الفسق والکتابین وفی روایۃ اہل العشق والکتابین فانہ سیجیئ قوم بعدی یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والرہبانیۃ والنوح لا یجاوز حناجرہم مفتونۃ قلوبہم وقلوب من یعجبہم شانہم ـ والمراد بالحان العرب القراءۃ بالطبائع والاصوات السلیقۃ وبالحان اہل الفسق الانغام المستفادۃ من القواعد الموسیقیۃ

[1] چودہویں حدیث اس حدیث نبوی۔ اور اس عبارت سے ملا کے بھی ثابت ہے کہ قرآن شریف تجوید کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

والامر محمول علی الندب والنہی محمول علی الکراہۃ ان حصل لہ معہ المحافظۃ علی
صحۃ الفاظ الحروف والا فمحمول علی التحریم والقوم الذین لا یجاوز حناجرہم قرائتہم
الذین لا یتدبرونہ ولا یعملون بہ ومن جملۃ العمل بہ الترتیل والتلاوۃ حق تلاوتہ
وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن المراد بالتغنی
بہ الاستغناء علی ما اختارہ سفیان بن عیینۃ ونقلہ عنہ شارح المصابیح او المراد
بہ تحسین الصوت وتزیینہ علی وفق التجوید وتبیینہ لقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زینوا القرآن باصواتکم ای اظہروا زینتہا بحسن اصواتکم وہذا الابناء فی ما ورد
من قولہ صلعم زینوا اصواتکم بالقرآن وقال المصنف رحمہ اللہ تعالی روینا بسند
صحیح عن ابی عثمان النہدی قال صلی بنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بقل ہو اللہ احد واللہ
لوددت انہ قرأ سورۃ البقرۃ من حسن صوتہ وترتیلہ وہذہ سنۃ اللہ تبارک
وتعالی فیمن یقرأ القرآن مجودا مصححا کما انزل تلتذ الاسماع بتلاوتہ وتخشع القلوب عند

۱۵ پندرہویں حدیث
۱۶ سولہویں حدیث
۱۷ سترہویں حدیث

[۱] جو قرارت قرآن کہ اوس میں محافظت الفاظ اور حروف کی نہ ہو حرام ہے اور ایسا قرآن
شریف کا پڑھنے والا اجر سے محروم بلکہ گنہگار ہے کیونکہ حرام کا مرتکب ہے ہندی کی مثل ہے محنت برباد
گناہ لازم اور مفت میں خدا ناراض [۲] جو شخص قرآن شریف کو تجوید کے قاعدے کے موافق پڑھتا ہے
وہ قرآن شریف کی تلاوت کا حق ادا کرنیوالا ہے کہ جیسا نازل ہوا ہے ویسا اوس نے پڑھا اور اس وجہ
سے وہ عاملین بالقرآن کے زمرہ میں داخل ہے۔ [۳] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایسے کامل مجود تھے
کہ اگر قل ہو اللہ پڑھتے نماز میں تو لوگ آرزومند ہوتے کہ کاش سورۂ بقر پڑھتے بوجہ خوبی آواز اور خوبی
تجوید کے۔ [۴] اللہ تعالی کی سنت جاریہ مستمرہ ہے کہ جب قرآن شریف تجوید کے ساتھ پڑھا جاتا ہے
جیسا کہ اوترا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا اثر ہوتا ہے سننے کے مشتاق ہوکر جمع ہوتے ہیں

قراٰنہ حتی یکاد ان یسلب العقول عن حالتہ قال ولقد ادرکنا من شیوخنا من لم یکن لہ حسن صوت ولا معرفۃ بالالحان الا انہ کان جید الاداء قیماً باللفظ والبناء فکان اذا اقرء اطرب السامع واخذ القلوب بالمجامع وکان الخلق یزدحمون علیہ ویجتمعون الاستماع الیہ وبلغنا عن الاستاذ ابی علی البغدادی المعروف بسبط الخیاط صاحب المبہج وغیرہ فی القراۃ انہ کان قد اعطی حظاً عظیما وانہ اسلم علی یدہ جماعۃ من الیہود والنصاریٰ من سماع قرائتہ وحسن صوتہ وامثال اخبرنی جماعۃ من شیوخی وغیرہم اخبارا بلغت التواتر عن شیخہم الامام تقی الدین محمد بن احمد الصائغ المصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ وکان استاذا فی التجوید انہ قرا یوما فی صلاۃ الصبح وتفقد الطیر فقال مالی لا اری الھدھد وکرر ہذہ الاٰیۃ فنزل طائر علی راس الشیخ یستمع قراتہ حتی اکملہا فنظروا الیہ فاذا ہو ہدہد انتہیٰ وفی الحدیث الشریف عن زید بن ثابت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ یحب ان یقرأ القراٰن کما انزل اخرجہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ ویؤیدہ قولہ تعالیٰ الذین اٰتینا ہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ وفی صحیح البخاری عن انس رضی اللہ عنہ انہ سئل عن قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال کانت مدا یمد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یمد اللہ ویمد الرحمٰن ویمد الرحیم اما الاولان فمدہما طبعی قدر الف واما الاخیر فمدہ عارض بالسکون فیجوز فیہ ثلثۃ اوجہ الطول وہو مقدار ثلث الفات

بقیہ نوٹ صفحہ (۲۰) بلکہ جانور بھی ہوا سے اوتر آتے ہیں اور کافر ایسی قراءۃ قرآن شریف کو سنکر مسلمان ہوجاتے ہیں۔

والتوسط وہو قدر الفین والقصر قدر الف وقال قاضی خان فی فتاواہ
لو قرأ القرآن فی صلاتہ بالالحان ان غیر الکلمۃ تفسد صلاتہ لما عرف فان کان ذلک
فی حرف المد واللین لایغیر المعنی الا اذا فحش وان قراءۃ القرآن بالالحان فی غیر
الصلاۃ اختلفوا فی جوازہ وعامۃ المشائخ علی منعہ وکرہوا الاستماع ایضاً لانہ تشبہ
بالفسقۃ بما یفعلونہ فی فسقہم اہ ولعل محل اختلاف الجواز مالم یغیر المبنی والمعنی۔ ثم
رایت فی شرح منیۃ المصلی۔ رجل یقرا ویلحن یجب علی السامع ان
یردہ الی الصواب ان علم انہ لایقع بسبب ذلک عداوۃ وضغن والا فہو فی سعۃ من
ترکہ ویکرہ الترجیع والتلحین بقراءۃ عند عامۃ المشائخ لانہ شبیہ بفعل الفسقۃ وہذا
اذا کان لایغیر الحروف اما اللحن المغیر فحرام بلا خلاف ہو الغایۃ فی المدعی انتہی عبارۃ
النسخ خلاصہ ترجمہ اور حاصل مطلب بقدر ضرورت علم تجوید
کا سیکھنا فرض کفایہ اور اوس پر عمل فرض عین ہے ہر قرارت والے
پر اس میں کسی کا خلاف نہیں بلکہ سب کا اس پر اتفاق ہے اور جو شخص قرآن
شریف کو بغیر قاعدۂ تجوید کے پڑھے۔ اس طرح کہ اوس سے معنی یا اعراب میں
خلل واقع ہو تو وہ شخص بے شبہ گنہگار ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے

لہ نماز میں قرآن شریف کو غلط پڑھنا باتفاق مفسد ہے نماز کا اور اسیطرح خارج نماز کے جو
تلاوت قرآن شریف کی کرے اور غلط پڑھے ایسا کہ جس سے کلمہ یا حروف میں تغیر ہو یعنی بدل
جاویں تو وہ تلاوت اور قرارت بھی ممنوع اور حرام ہے اور اس کی ممانعت اور حرمت بھی متفق
علیہ ہے اس میں خلاف نہیں اور ایسی قرارت کا سننا بھی منع ہے۔ اور اسی
پر فتویٰ ہے۔

قرآن شریف کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور قرآن شریف میں تجوید کا امر فرمایا ہے اور اس کی فرضیت اور مامور بہ ہونیکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہی ورتل القرآن ترتیلا اور یہ بات معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجود تھے یعنی قرآن شریف کو تجوید ہی کے ساتھ پڑھتے تھے تو اس آیت میں اگرچہ خطاب حضور کو ہے۔ لیکن مراد اوس سے امت حضور کی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں کہ ترتیل کے معنی تجوید کے ہیں۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خوب ٹھہر کر پڑھو قرآن شریف کو یعنی تجوید کے قاعدوں کے موافق۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف کے پڑھنے میں عجلت مت کرو اور زبان کو مت ہلاؤ کہیں جلدبازی نہ ہو جائے اور یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ورتلنٰہ ترتیلا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے قرآن شریف کو ترتیل کے ساتھ اوتارا یعنی تجوید کے ساتھ۔ اور جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ بہتیرے قرآن شریف پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن شریف اونپر لعنت کرتا ہے یہ شامل ہے اوس شخص کو جو قرآن شریف اس طرح پڑھے جس سے الفاظ یا معنوں میں خلل ہو یا بے عمل ہو۔ اور قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم تک پہونچا ہے بواسطۂ زبان جبریل علیہ السلام کے اور بیان وزبان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہؓ نے سیکھا اور صحابہؓ سے تابعین نے اور تابعین سے اتباع تابعین نے اسیطرح ہمارے اوستادوں تک جو بطریق تواتر پہونچا تو ایسا ہی پہونچا وصف

ترتیل اور تجوید کے ساتھہ اور تحسین و بیان مخارج حروف اور صفات تمام متعلقات
کے ساتھہ جو لغت عرب میں معتبر ہیں جن کی زبان میں قرآن عظیم نازل ہوا
ہے تو اون کے جمیع قواعد کی رعایت اور پابندی واجب ہے۔ بقدر
درست ہونے الفاظ اور ٹھیک ہونے معنی کے اور تجوید کی یہہ
تعریف ہے۔ ہر حرف کو اوس کے مخرج سے نکالنا اور ہر حرف کا
جو جو حق لازم یا مناسب ہے ہر ایک صفات سے اوسے ادا کرنا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف کو عرب
کے لہجہ میں پڑھو اور بچو فاسقون اور یہودیون اور نصرانیون کے لہجہ سے
میرے بعد ایک قوم آئیگی جو قرآن شریف کو گٹکری اور راگنی کے ساتھہ
رہبانون کی طرح اور رونیوالوں کی طرح پڑھینگے قرآن شریف کو وہ قرآن
اونکے گلے سے نہ سرکیگا۔ یعنی وہ پڑھنا اون کا مردود ہے مقبول نہیں اس
حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو قراءت ایسی ہو کہ اوس میں مخالفت حرف
اور کلمات قرآن شریف کی نہو حرام ہے اور جو لوگ کہ قرآن شریف کو ترتیل
اور تجوید کے ساتھہ پڑھتے ہیں وہی ادا کرنیوالے ہیں حق تلاوت قرآن شریف
کو اور جو لوگ حق تلاوت ادا کرنے والے ہیں وہ قرآن شریف عمل کرنیوالے
ہیں اور فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص
آواز خوب بناکر اور زینت دیکر موافق تجوید کے قرآن شریف کو نہ پڑھے
وہ ہم سے نہیں ہے اور حضرت ابو عثمان نہدی رض سے بسند صحیح روایت ثابت
ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک روز

ہماری امامت کی اور جماعت کی نماز پڑھائی اوس میں قل ہو اللہ احد پڑھا خدا کی قسم ہکو یہ بھایا کہ آپ سورہ بقر پڑھتے تو ہم شوق و محبت سے سنتے بسبب اس بات کے کہ وہ خوش آواز تھے اور موافق قواعد ترتیل اور تجوید کے قرآن شریف پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالی کو محبوب ہے قرآن شریف کا اس طرح پڑھنا جس طرح نازل ہوا ہے یعنی ترتیل اور تجوید کے ساتھ اس حدیث شریف کی تائید کرتی ہے یہ آیت جس کا یہ مضمون ہے کہ جن کو ہم نے کتاب دی[1] وہ اوس کی تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا اور تلاوت کرنے کا یعنی تجوید کے قاعدوں کے مطابق تلاوت کرتے ہیں نہ کہ مشبہ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی تلاوت اور قرارت جو ایسی ہے کہ موافق تجوید کے قاعدوں کے نہیں ہے وہ اللہ تعالی کا مبغوض اور ناپسند ہے محبوب اور مقبول نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کو قواعد تجوید کے نہیں آتے وہ قرآن شریف کی تلاوت بالکل چھوڑ بیٹھے اور نماز میں بھی قرآن شریف نہ پڑھے بلکہ مدعا یہ ہے کہ قواعد تجوید کا سیکھنا بقدر صحت الفاظ و معنی فرض ہے جسکو استطاعت ہو کیونکہ عاجز پر تکلیف دینا اس کی طاقت سے زیادہ اللہ تعالی کا دستور نہیں اور فتاوی قاضی خان میں ہے جس نے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھا جس سے کلمہ بدل گیا تو اوس کی نماز فاسد ہے اور جو خارج نماز قرآن خواں سے قرآن شریف کی تلاوت غلطی کے ساتھ ہوا اس میں

---

[1] یعنی الذین آتیناہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ۱۲ منہ

اختلاف ہے اکثر مشائخ کا اتفاق اس پر ہے کہ ناجائز اور ممنوع ہے اور بعض
کے نزدیک جائز ہے اور فتوی اس پر ہے کہ جو غلطی ایسی ہو کہ اوس سے لفظ
اور معنی کی تغییر ہو تو ایسی تلاوت اور قرارت سب کے نزدیک بالاتفاق حرام اور
ناجائز ہے اور اگر ایسی غلطی ہو کہ جس سے لفظ اور معنی نہ بدلیں تو وہ محل اختلاف
ہے سو اکثر فقہا کے نزدیک یہ بھی ناجائز ہے اور بعض کے نزدیک یہ درست
ہے پھر میں نے **منیہ کی شرح میں دیکھا** اس میں یہ لکھا پایا کہ جو شخص کسیکو
غلط قرآن شریف پڑھتا سنے تو اوس پر واجب ہے کہ اوسے ٹھیک اور صحیح بتادے
بشرطیکہ اس کے بتانے سے اوس کے دل میں کینہ اور بغض پیدا نہ ہو ورنہ سکوت
کی گنجائش ہے اور جو غلطی قرآن شریف کی تلاوت اور قرارت میں ایسی ہو کہ
اوس سے حروف میں تغییر نہ ہو تو اکثر مشائخ کے نزدیک ایسی تلاوت وقرارت
مکروہ[1] ہے اور جو ایسی غلطی ہو کہ اوس سے تغییر اور تبدیل ہو تو بالاتفاق حرام ہے
اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور یہ عین مدعا ہے انتہی ترجمۃ مختصرا مع ادنی
ایضاح **نیز اسی شرح مقدمۂ جزری کے باب التحذیرات**
میں ہے لو[2] ابدل ضاداً بظاء او بالعکس بطلت صلاتہ لفساد المعنی وقال بحرف
فلو ابدل ضاد ابظاء عامدا بطلت صلاتہ علی الاصح لفساد المعنی وقال المصری فلو ابدل
ضاد ابظاء فی الفاتحۃ لم تصح قراءتہ بتلک الکلمۃ **اقول**۔ وفیہ خلاف طویل الذیل
وخلاصۃ المرام ما ذکرہ ابن الہمام من ان الفصل انکان بلا مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ

[1] یعنی مکروہ تحریمی کما ہو الظاہر من الاطلاق یعنی ناجائز ہے [2] اگر ضاد کی جگہ ظا پڑھا یا ظا
کی جگہ ضاد پڑھا تو نماز اس کی باطل ہوئی ۱۲

الطالحات مکان الصالحات تفسد وان کان بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السین
والطاء مع التاء قیل تفسد واکثرہم لا تفسد اھ۔ وذکر صاحب المنیۃ انہ اذا قرا الظاء
مکان الضاد المعجتبین او علی القلب فتفسد صلاتہ وعلیہ اکثر الائمۃ وروی عنہ محمد
بن سلمۃ لا تفسد لان العجم لا یمیزون بین ہذہ الاحرف وکان القاضی الامام الشہید
یقول الاحسن فیہ ان یقال ان جری علی لسانہ ولم یکن ممیزاً وکان فی زعمہ انہ ادی
الکلمۃ علی وجہہا لا تفسد صلاتہ وکذا روی عن محمد بن مقاتل وعن الشیخ الامام
اسمعیل الزاہد قال الشارح وہذا معنی ما ذکر فی فتاوی الحجۃ انہ یفتی فی حق الفقہاء
باعادۃ الصلاۃ وفی حق العوام بالجوز **اقول** وہذا تفصیل حسن فی ہذا الباب وفی
فتاوی قاضی خان ان قرا غیر المغضوب بالظاء او بالدال تفسد صلاتہ انتہی **ترجمہ**
اگر ضاد کی جگہ ظا پڑھا یا ظا کی جگہ ضاد تو نماز اوس کی باطل ہے **محقق امام
ابن الہمام** فرماتے ہیں کہ جن حرفوں کے مخرجوں میں امتیاز بے مشقت
حاصل ہے جیسے طا اور صاد میں سو الصالحات کی جگہ اگر الطالحات پڑھیگا تو اس
کی نماز فاسد ہوگی اور اگر مشقت سے امتیاز ہوتا ہے جیسے ظا اور ضاد اور
صاد اور سین اور طا اور تا تو اس صورت میں بعض کے نزدیک فاسد ہوگی اور
اکثر کے نزدیک فاسد نہ ہوگی **علامہ حلبی صاحب منیہ کی یہ تحقیق ہے**
کہ جب ضاد کی جگہ ظا پڑھیگا یا اس کا عکس تو اوس کی نماز فاسد ہوگی اور اسی پہ
اکثر اماموں کا اتفاق ہے یعنی یہی مفتی بہ ہے اور ایک روایت محمد بن سلمہ کی
یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجم کے لوگ ان حرفوں میں امتیاز نہیں کرتے
قاضی امام شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قول فیصل انہیں

یہ ہے کہ بغیر قصد کے اگر زبان پر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف متشابہ
المخرج یا قریب المخرج والا جاری ہوگیا اور یہ شخص بے تمیز تھا اور اوس کا گمان
یہ ہے کہ میں نے اوس کلمہ کو ٹھیک طور سے ادا کیا تو اس کی نماز ہو جائیگی
اور اسیطرح مروی ہے کہ محمد بن مقاتل اور شیخ امام اسمٰعیل زاہدی شارح
نے فرمایا۔ کہ یہی مطلب ہے اس عبارت کا جو فتاوی حجۃ میں ہے
کہ فتوی اس پر ہے کہ ایسی غلطی کی صورت میں کہ بلا قصد زبان سے
ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نکل جائے تو فقہا اور علما کے حق میں نماز
کے فساد اور نماز کے لوٹانے کا حکم ہے اور عوام الناس کے حق میں جواز کا حکم
میں کہتا ہوں یہ تفصیل اس باب میں اچھی ہے اور فتاوی قاضیخان
میں ہے کہ اگر غیر المغضوب کو ظا یا دال سے پڑھا تو اوس کی نماز فاسد یعنی باطل
ہے انتہی علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں محل الاختلاف
فی الخطاء والنسیان اما فی العمد فتفسد بہ مطلقا بالاتفاق انتہی خزانۃ الاکمل میں
ہے اذا قرأ مکان الظاء ضادا او مکان الضاد ظاء ان تعمد ذلک تبطل صلاتہ عالما کان
او جاہلا وان جری علی لسانہ او لایعرف التمییز لاتفسد وہو المختار حلیہ بزازیہ میں
ہے ہو اعدل الاقاویل وہو المختار فتح القدیر میں ہے ان کان یجہد اللیل والنہار
فی تصحیحہ ولا یقدر فصلاتہ جائزۃ ولو ترک جہدہ ففاسدۃ ولا یسعہ ان یترک فی باقی
عمرہ انتہی محیط میں ہے سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمۃ او علی العکس فقال
لاتجوز امامتہ ولو تعمد یکفر ملا قاری فرماتے ہیں شرح فقہ اکبر میں
اما کون تعمدہ کفرا فلا کلام فیہ انتہی۔ کبیری شرح منیہ میں ہے اما الخالق

البارئ المصور فان نصب الراء لا تفسد لانہ یکون مفعول البارئ والمعنی الذی برأ المصور وہو معنی صحیح وان رفع الراء وخفضہا فسدت لان اعتقادہ کفر

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ اعراب کی غلطی سے ایسے معنی بدل جاتے ہیں جس کا عقیدہ کفر ہوتا ہے اور ایسی غلطی سے نماز باطل ہو جاتی ہے نیز

اسی میں ہے ولو لم یقف ووصل قال عامۃ المشائخ تفسد صلاتہ لانہ اخبر بخلاف ما اخبر اللہ تعالیٰ بہ ولو اعتقدہ یکون کفرا انتہیٰ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ وقف یا وصل یا عدم وقف اور وصل سے بھی نماز کا فساد متعین ہے اور اوس کا اعتقاد کفر راقم الحروف ابو الاذکار کہتا ہے۔ کہ ان روایات سے روشن طور پر محقق ہوا کہ محل اختلاف فقہا کے نزدیک بلا قصد کے غلطی ہے اور قصد کے ساتھ اگر کوئی غلط قرآن شریف کا کوئی کلمہ پڑھے نماز میں یا خارج نماز سے تو بالاتفاق سب کے نزدیک حرام اور ناجائز ہے بشرط تمیز اور استطاعت تصحیح کے بلکہ عمداً غلط پڑھنے والے پر حکم کفر کا فقہا کی تصریحات میں موجود ہے اور تمیز استطاعت کی قید اور شرط اسلئے بڑھائی گئی کہ محققین فقہا اور اہل تجوید وغیرہم نے علمائے اعلام سے یہ قید اور شرط معتبر کی ہے اور اس کی تصریحیں فتاوی اور شروح اور حواشی وغیرہا میں فرمائی ہے

اور حق یہی ہے کہ حق اس سے تجاوز نہیں کر سکتا کما مر وبالتی وما ذا بعد الحق الا الضلال۔ پس اس حکم سے گاؤں کے گنوار اور جنگلوں کے رہنے والے اور بوڑھی عورتیں اور غلام وچھوکریاں اور ان کی امثال عاجزین اور غیر مستطیعین قطعاً اور یقیناً خارج اور مستثنے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس حکم کو عام

کرنے میں ہرج عظیم اور تکلیف مالایطاق اور فتنۂ عظیمہ ہے اور شرعاً یہ مدفوع ہے آیات لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا اور ماجعل علیکم فی الدین من حرج اور یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر اور احادیث بشروا ولا تنفروا اور بشروا ولا تنفروا اور افتان انت یا معاذ سے اور مثل ان کے نصوص سے جن کو روایت کیا ہے ارباب صحاح وغیرہم نے اور یہ امر بھی مسلم اور محقق ہے اپنے محل میں کہ الاحکام تتغیر باختلاف الازمان والاشخاص فی کثیر من المسائل علی حسب المصالح کما فی رد المحتار وغیرہ من المعتبرات والفتاوی تفسیر روح البیان میں ہے اللحن الخفی الذی لایعرفہ الامہرۃ القراء من التکریر الراآت وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وترقیق الراآت فی غیر محلہا لایتصور ان یکون من فرض العین یترتب علیہ العقاب علی فاعلہا لمافیہ من حرج ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا وفی بعض شروح الطریقۃ ومن الفتنۃ ان یقول لاہل القری والبوادی والعجائز والعبید والاماء لاتجوز الصلوٰۃ بدون التجوید وہم لایقدرون علی التجوید فیترکون الصلاۃ راساً فالواجب ان یعلم مقدار مایصح بہ النظم والمعنی ویتوغل فی الاخلاص وحضور القلب۔

نظم

لعنت است ایں کہ بہر لہجہ وصوت	شود از تو حضور خاطر فوت
فکر حسن غنا برد ہوشت	متکلم شود فراموشت
لعنت است اینکہ سازت از پئے سیم	روز وشب با امیر خواجہ ندیم

لعنت است این کہ ہمتِ تو تمام — گشت مصروف لفظ و حرف و کلام

نقدِ عمرت ز فکرتِ معوج — خرج شد در رعایت مخرج

صرف کردی ہمہ حیات سرہ — در قراءاتِ سبعہ و عشرہ

ہمچنین ہر چہ از کلام خدا — جز خدا قبلۂ دل است ترا

موجب لعن و مائۂ طرد است — حبذا مقبلے کہ زان فرد است

معنی لعن چیست مردودی — بمقامات بعد خوشنودی

ہر کہ ماند از خدا بیک سر مو — آمد اندر مقام بُعدِ عدو

گرچہ ملعون نشد ز حق مطلق — ہست ملعون بقدر بعد از حق

انتہیٰ خاتمۃ المحققین حافظ العصر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مستطاب الاتقان فی علوم القرآن میں تحریر فرماتے ہیں من المہمات تجوید القرآن و ہو اعطاء الحروف حقوقہا و ترتیبہا و رد الحرف الی مخرجہ و اصلہ و تلطیف النطق بہ علی کمال ہیئتہ من غیر اسراف و لا تعسف و لا افراط و لا تکلف و الی ذٰلک اشار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بقولہ من احب ان یقرأ القرآن غضاً کما انزل فلیقرأہ علی قراءۃ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود و کان رضی اللہ عنہ قد اعطی حظاً عظیماً فی تجوید القرآن و لا شک ان الامۃ کما ہم متعبدون بفہم معانی القرآن و اقامۃ حدودہ ہم متعبدون بتصحیح الفاظہ و اقامۃ حروفہ علی الصفۃ المتلقاۃ من ائمۃ القراء المتصلۃ بالحضرۃ النبویۃ و قد عدّ العلماء القراءۃ بغیر تجوید لحناً انتہیٰ

فتاویٰ بزازیہ وغیرہ میں ہے ان اللحن حرام بلا خلاف

علامہ جزری اپنی کتاب النشر میں فرماتے ہیں ولا شک ان الامة کما ہم متعبدون بفہم معانی القرآن واقامة حدودہ ہم متعبدون بتصحیح الفاظہ واقامة حروفہ علی الصفة المتلقاة من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا یجوز مخالفتہا ولا العدول عنہا الی غیرہا والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیئ آثم او معذور فمن قدر علی تصحیح کلام اللہ تعالی باللفظ الصحیح العربی الفصیح وعدل الی اللفظ الفاسد النبطی القبیح استغناء بنفسہ واستبدادا برأیہ وحدسہ واتکالا علی ما الف من حفظہ واستکبارا عن الرجوع الی عالم یوقفہ علی صحیح لفظہ فانہ مقصر بلا شک وآثم بلا ریب وغاش بلا مریة اما من کان لا یطاوعہ لسانہ ولا یجد من یہدیہ الی الصواب بیانہ فان اللہ لا یکلف نفسا الا وسعہا ولہذا اجمع من نعلمہ من العلماء علی انہ لا تصح صلوة قاری خلف امی وہو من لا یحسن القراءة واختلفوا فی صلوة من یبدل حرفا بغیرہ سواء تجانسا او تقاربا واصح القولین عدم الصحة انتہی بقدر۔ قاضی عیاض میں ہے رحمة اللہ علیہ قد اجمع المسلمون علی ان من نقص من القرآن حرفا قاصدا لذلک او بدلہ بحرف آخر مکانہ او زاد فیہ حرفا آخر مما لم یشتمل علیہ المصحف الذی وقع علیہ الاجماع واجمع علی انہ لیس من القرآن عامدا لکل ہذا انہ کافر انتہی سابقا شرح جزری ملا علی قاری سے میں یہ نقل کر چکا ہوں ہذا العلم لا خلاف فیہ انہ فرض کفایة والعمل بہ فرض عین فی الجملة علی صاحب کل قراءة اس پر محشی لکھتے ہیں قولہ فی الجملة ای فی مطلق التجوید الذی ترکہ یکون خلافا فی المعنی والاعراب واللفظ وقال فی کتاب المشتق اعلم ان العمل علی التجوید فرض عین فی الجملة علی کل مسلم ومسلمة من المکلفین

لے اتکالا علی بہ تعین شیکہ ... (حاشیہ، ناخوانا)

وعلی ولی الطفل ان یامرہ بالتجوید والعلم بہ لاخلاف فی انہ فرض کفایۃ وثبت فرضیۃ
بالکتاب والسنۃ واجماع الامۃ فاما الکتاب فقولہ تعالیٰ ورتل القرآن
ترتیلا قال صاحب الکشاف ای جود تجویدا واما السنۃ فقولہ علیہ الصلوۃ والسلام
رب قاری القران والقرآن یلعنہ ای اذا قراءہ علی غیر ما انزل اللہ
لان اللہ تعالیٰ انزلہ مجودا وقد وصل الینا کذلک من المشائخ العارفین بتحقیقہ وتدقیقہ
المتصل سندہم بالنبی علیہ السلام باللوح المحفوظ باللہ عزوجل واما اجماع الامۃ من لدن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی زماننا علی وجوبہ واجماعہم من اقوی الحجج انتہی
چونکہ پورب اور بنگالے کے اکثر لوگ مولوی کرامت علی صاحب
جونپوری کے زیادہ معتقد اور مرید ہیں لہذا میں اون کی شرح جزری
ہندی سے بھی تھوڑی سی عبارت یہاں نقل کرتا ہوں۔

شعر

والاخذ بالتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن آثم

اور لینا اور سیکھنا اور اختیار کرنا تجوید کا اور اس پر عمل کرنا واجب و لازم ہے
جو شخص کہ تجوید کے ساتھ نہ پڑھے قرآن کو گنہگار رہے مولانا شاہ عبدالحق صاحب
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح جزری میں کہتے ہیں کہ شارح ابو زرعہ نے اس
بیت والاخذ بالتجوید الخ کی شرح میں کہا ہے کہ مصنف نے خبر دی ہے کہ جو کوئی
قرآن کو پڑھے اوس کے اوپر تجوید کے قاعدون کی نگاہ رکھنا اور اوس کو سیکھنا
اور اوس پر عمل کرنا فرض عین ہے بعد اس کے خبر دی کہ جو شخص قرآن کو تجوید
کے ساتھ نہ پڑھے وہ شخص نافرمانی کرنے والا ہے اپنی قرأت میں گنہگار ہے

اپنی نافرمانی کے سبب اور گنہگار عذاب کیا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ تجوید کا ترک
کرنا حرام ہے کیونکہ حرام وہی ہے جس کے کرنے سے عذاب کیا جائے
اور اوس کے ترک کرنے سے ثواب دیا جائے انتہیٰ جہاں ہم کہیں کہ شرح میں
یہ ہے تو اوس سے مولانا شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی شرح بوجھنا اب مصنف تجوید
کے واجب ہونے کی دلیل بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ تجوید واجب ہے۔

لانہ به الالہ انزلا وہکذا منہ الینا وصلا

اسواسطے کہ قرآن کو تجوید کے ساتھ معبود برحق نے اُتارا فرمایا اللہ تعالیٰ نے
اٹھارھویں پارہ سورۂ فرقان میں ورتلناہ ترتیلا اور پڑھ سنایا ہمنے
اس کو ٹھہر ٹھہر کر یعنی اوتارا ہمنے اوس کو ترتیل کے ساتھ اور ترتیل وہی تجوید ہے
تو جب کہ قرآن کو ترتیل کے ساتھ نہ پڑھا تو گویا کہ جو اللہ کے پاس سے اُترا ہے
اوس کو نہ پڑھا یا اس کو پڑھا تو تحریف کر کے اور بدل کے پڑھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ
نے سورہ بنی اسرائیل کے آخر میں وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی
مکث۔ اور پڑھنے کا وظیفہ کیا ہمنے اس کو بانٹ کر پڑھے تو اس کو لوگوں پر
ٹھہر ٹھہر کر اور مکث عجلت کے اُلٹے ہے مکث معنی دیری کرنا عجلت معنی جلدی
کرنا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں انا انزلناہ قرآنا عربیا
ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تو چاہیئے کہ قرآن کے پڑھنے میں عرب کی
بولی کے قاعدون کی رعایت کرے ترقیق اور تفخیم ادغام اور اظہار اور اخفا اور
مد اور قصر وغیرہ میں جو عرب کی بولی کی ضروریات سے ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے عرب کو ان قاعدوں کے ادا کرنے کا سلیقہ

تھا سو جو لوگ ان کے سوا ہیں ان پر واجب ہے کہ ان قاعدون کو سیکھیں اور اگر اون قاعدون کو نہ سیکھا تو قرآن کو عربی زبان میں نہ پڑھا اور تجوید کے واجب ہونیکی دلیل قرآنی یہ بھی بیان کی ہے کہ اپنے نبی کو اللہ سبحانہ نے تجوید کے ساتھ قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے فرمایا اللہ تعالی نے سورۂ مزمل میں ورتل القرآن ترتیلا۔ اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو اوصاف صاف اور یہ بات یقینی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف کو مُرتّل اور مُجوّد یعنی ترتیل اور تجوید کے ساتھ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے اُتارا ہے پڑھتے تھے اور اس آیت میں خطاب آنحضرت صلعم کی طرف ہے لیکن اللہ کی مراد یہ ہے کہ اس خطاب میں ان کی ساری اُمت داخل ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ترتیل حرفون کی تجوید اور وقفون کا پہچاننا ہے اور اسی طرح ترتیل اور تجوید کے ساتھ جیسا کہ اتارا ویسا ہی اس معبود برحق سے ہمارے پاس پہونچا اسطرح سے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے قرآن مجید کو مُرتّل اور مُجوّد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھ لیا اور تابعین لوگوں نے قرآن مجید کو صحابہ سے ویسا ہی سیکھ لیا اور تابعین کے زمانہ کی اور اُمت نے تابعین سے قرآن کو سیکھ لیا بعد اس کے سات قاریوں سے راوی لوگوں نے سیکھ لیا پھر ان راویوں سے ان کے شاگردوں نے اسی طرح سے اگلے بزرگوں سے پچھلے لوگ سیکھتے چلے آئے یہاں تک کہ اوسی ترتیل اور تجوید کے ساتھ قرآن مجید مشائخ کے پاس پہونچا

تب مشایخ نے قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کیواسطے تجوید کے سارے قاعدوں کو جمع کیا اور کتابیں تالیف کیں اور ان قاعدوں کو لکھ کے ایسا ضبط میں رکھا اور مضبوط کیا کہ کسی بیمار میں کوئی بیماری باقی نہ رکھی۔ یعنی قرآن کے غلط پڑھنے اور تجوید کے ترک کرنے کی بیماری باقی نہ رہی ان کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ ہمکو ان سے بڑا فائدہ ملا اب جو کوئی تجوید کی حد سے گزریگا اس کا نقصان ہوگا یہ سب مضمون شرح[1] سے لکھا انتہیٰ مختصراً

تنبیہ نبیہ۔ سابقا یہ مضمون شرح جزری وغیرہ سے مکرر گزر چکا کہ حضرت جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم مجوّد تھے کہ قرآن شریف کو ترتیل اور تجوید کے ساتھ پڑھتے تھے اور قواعد تجوید و قرارت جو اساتذہ قرار نے تدوین فرمائے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرارت کے موافق ہیں مولانا شاہ **عبدالعزیز صاحب** دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سر الشہادتین میں **علم قرارت** کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ کمالات مختصہ سے شمار کیا ہے حیث قال اعلم رحمک اللہ تعالیٰ ان الکمالات التی تفرقت فی الانبیاء علیہم السلام قد اجتمعت فی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد اُعطی الخلافۃ کما اُعطی آدم وداؤد علیہما السلام واُعطی الملک کما اُعطی سلیمان علیہ السلام واُعطی الحسن کما اُعطی یوسف علیہ السلام واُعطی الخلۃ کما اُعطی ابراہیم علیہ السلام واُعطی الکلام کما اُعطی موسیٰ علیہ السلام واُعطی العبادۃ کما اُعطی یونس علیہ السلام واُعطی الشکر کما اُعطی نوح علیہ السلام وقد زید لہ کمالات اخر من انواع الولایات

[1] یعنی مولانا عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی شرح جزری سے ۱۲

والمحبوبیۃ المطلقۃ والاصطفاء المطلق والرویۃ والقرب الاتم والشفاعۃ العظمیٰ والجہاد
مع اعداء اللہ تعالیٰ الی غیر ذالک من الکمالات کالعلم الوسیع والعرفان الاتم والقضاء
والفتیا والاجتہاد والاحتساب والغزارۃ وغیرہا لکن بقی لہ کمال لم یحصل لہ بنفسہ
وہی الشہادۃ الخ انتہیٰ اس سے یہ امر بخوبی ثابت اور محقق اور مبرہن ہوا کہ علم قرأت
ایک ایسا کمال ہے حضور کے مخصوص کمالوں سے جو نہایت لائق قدر اور
قابل عظمت اور مہتم بالشان اور واجب التحصیل اور ضروری الاعتنا والتوجہ
ہے مثل عرفان اور قضا وافتا اور اجتہاد اور احتساب وغیرہ کے کہ اس کی
تحصیل کے سبب سے قاری مجود میں وہ نسبت پیدا ہوتی ہے کہ اوس کو شرف
حضور کی جملہ آل سے ہوجانے کا ملتا ہے موافق فرمان واجب الاذعان فمن
تبعنی فانہ منی اور من سلک علی طریقی فہو آلی کے پس جو لوگ باوجود
قدرت واستطاعت اس علم سے غافل ہیں اور اس کی تحصیل میں کاہل وہ بڑے
خواب غفلت اور محرومی میں ہیں اور ایسے کمال وشرف سے بے نصیبی اور شومی
میں خصوصاً جو طاعنین میں مستوجبین پر وہ اولاً فرض سے معرض ہیں ثانیاً واجب
لازم اور حتمی دائم کے تارک ثالثاً ادنیٰ سنت کا مستخف بالاتفاق سب ائمہ محققین
کے نزدیک کافر ہے کما فی الدر المختار ورد المختار وفتح القدیر والبحر الرائق وغیرہا
من الفتاوی المعتبرات وقد فصلناہ تفصیلاً فی بعض فتاوٰنا مثل رسالۃ احکام الملۃ
واستفتاء النکاح وغیرہما۔ رابعاً کیسے کمال اور شرف سے محروم ہیں جو حضرت
خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات مختصہ سے ہے خامساً کتاب وسنت
اور اجماع امت کے مخالف ہیں کہ مرجوح پر عامل اور باطل کے شاغل اور یحملون

اتفاقات اتفاقیہ کی وجہ سے شامل ہیں وقد تقرر فی رسم المفتی ان الحکم والفتیا بالمرجوح وکذا العمل بنفسہ جہل وخرق للاجماع کما فی الدر المختار ورد المحتار وغیرہا سادساً وسابعاً ان سب سے قطع نظر جس امر پر تمام علمائے دین کا اتفاق اور تواتر اور اس کے حسن وخوبی پر اجماع منعقد اور اس وجہ سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک مقبول اور مستحسن بحکم ماراٰہ المسلمون او المومنون حسناً فہو عند اللہ حسن اور لایجتمع امتی علی ضلالۃ وغیرہا من النصوص کافی ہے انکار ثامناً ایسے متہاون امر ضروری دین کا بھی جواب شافی کہ من فارق الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ اور من فرق الجماعۃ فاضربوا عنقہ او فاقتلوہ کائناً من کان ثامناً یہ طعن اور استخفاف ان طاعنین اور مستخفین کا صرف علم قرارت وعلم تجوید پر طعن اور استخفاف نہیں ہے بلکہ صاحب شریعت خاتم نبوت علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوات واکمل التحیات پر ہے معاذ اللہ جو بالضرور منجر بکفر یا خوف کفر ہے تاسعاً جب ترتیل وتجوید قرآن مطابق بیان قرآن ورتل القرآن ترتیلا موافق ارشاد صحابہؓ اور محققین مفسرین اگرچہ ادنیٰ مرتبہ امتثال امر کا جو اباحت ہے مثلاً ہم فرض کریں تب بھی یہ انکار وطعن موجب انکار وطعن حکم قرآن ہے کما لایخفی علی من لہ ادنی امسکۃ بالفہم عاشراً یہ طعن واستخفاف وانکار فقط مقصور بکمال حضرت رسالت نہ ہوگا بلکہ بفحوائے ورتلناہ ترتیلا حق تک پہونچیگا اور ادنیٰ سے ادنیٰ کسی مسلمان کلمہ گو کی یہ شان نہیں ہے کہ اس کو روا رکھے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ نعوذ باللہ العلیم الحلیم الغفور برحمۃ العزیز الرؤف الرحیم الصبور الشکور من امتثال ھذا لثغور والقصور، الموجبات للطرد والنفور والخذلان یوم البعث والنشور، وفی ھذا القدر کفایۃ، لمن لہ ادنیٰ رشد وھدایۃ، ومن اللہ سبحانہ بدایۃ، والیہ نہایۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الاجل واعلیٰ وعلی اصحابہ وآلہ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ وانا العبد المذنب الاواہ محمد سلامت اللہ شاہ عفا اللہ عنہ ماجناہ واوصلہ غایۃ متمناہ۔



تمت

الٰہی ببامرز این ہر سہ را نویسندہ خوانندہ گویندہ را

قد تاملت فی ہذا الجواب بعین التحقیق والصواب فوجدتہ صحیحا مطابقا للسنۃ والکتاب موافقا لروایات الفقہ والقراءۃ من الکتب التی للفتوی الیہ المآب فجزی اللہ سبحانہ الکریم الوہاب الفاضل المجیب المصیب خیر الجزاء والثواب حررہ العبد الضعیف القوی بربہ خواجہ احمد عفی عنہ

زاد السبیل الی دار الخلیل - مولفہ مولانا مولوی مفتی محمد سعد اللہ خان صاحب مرحوم
یہ رسالہ حجاج و زائرین بیت اللہ کے لیے نہایت مفید ہے اس میں مناسک و فضائل حج و عمرہ و ممنوعات و مکروہات احرام و خطبہائے حج و مقامات قبولیت دعا و نقل معتبر کہ ذخیرہ معتبر کتب فقہ سے اخذ کرکے نہایت خوبی کیساتھ لکھے گئے ہیں یہ رسالہ پیشتر دو دفعہ چھپا تھا مگر اب کے مجلس اشاعۃ العلوم نے ایک جدید تہذیب اور دلکش طرز سے اسکو مرتب کرکے اپنے سلسلہ اشاعت میں داخل کر لیا ہے چھپائی عمدہ کاغذ سفید چکنا ۵۰ پونڈی حجم ۱۳۰ صفحات قیمت ۸؍

العروۃ الوثقیٰ - مولفہ جناب مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب قادری مہاجر یہ رسالہ عربی زبان میں لکھا گیا ہے مولف سلمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت مبارک ... فضائل رویت کو نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے یہ اپنے رنگ میں بہت عمدہ رسالہ ہے حجم ۲۶ صفحات قیمت ۵؍

الوسیلۃ العظمیٰ - مولفہ جناب مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب قادری مہاجر یہ رسالہ بھی سلیس عربی زبان میں لکھا گیا ہے - مولف سلمہ اللہ ... میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت باسعادت کے وقت ... فضائل قیام کا ثبوت دیا ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ ... ثابت کر دیا ہے کہ قیام کی اصل علت ... حجم ۲۳ صفحات قیمت ۸؍

مکارم الحفظہ - جناب مولوی حفیظ اللہ خان صاحب ... کی ایک عمدہ تصنیف ہے قرآن اور حفاظ قرآن کتاب کا موضوع ہے حفظ قرآن کے متعلق عمدہ ... نکات اور اس کے تفصیلی آداب و قواعد بیان کیے ہیں - بڑے بڑے حفاظ کے عجیب تذکروں نے اور ضمناً دلچسپ لطائف اور قصص نے کتاب کو بہت بارونق بنا دیا ہے - مطالعہ سے مولف سلمہ اللہ کی قابل قدر جانکاہی اور کتاب کی قدر و قیمت ظاہر ہو سکتی ہے ضخامت ۱۰۰ صفحہ قیمت ۸؍

یہ سب کتابیں ذیل کے پتہ پر ملسکتی ہیں
دفتر مجلس اشاعۃ العلوم مدرسہ نظامیہ شبلی گنج حیدرآباد دکن

مقاصد الاسلام حصہ پنجم

حضرت مولانا مولوی حاجی حافظ عارف باللہ محمد انوار اللہ صاحب قبلہ
مدظلہ کی مفید تصانیف اور انکے برکات سے کون واقف نہیں ہے
حضرت قبلہ ممدوح کی تصانیف موجودہ زمانہ کی اقتضا کے موافق حمایت اسلام
کی کامل ضمانت اور علوم و برکات اسلام کی اشاعت کے لئے پوری
کفیل ہیں مقاصد الاسلام کے نام سے حضرت ممدوح نے ایک مفید سلسلہ
تصانیف کی بنیاد ڈالی ہے انعقاد مجلس اشاعۃ العلوم کے پیشتر اس سلسلہ کے
چار حصے شائع ہو چکے ہیں اب مجلس نے یہ پانچواں حصہ شائع کیا ہے اور دیگر حصص
زیر طبع ہیں۔ اس حصہ میں تصوف سزا و جزا فقر و تقدیری اختلافات نبوت اہلبیت
و صحابہ کے فضیلت اور خلفائے راشدین کی خلافت پر نہایت عمدہ پیرایہ میں نقلی
بحثیں کی گئی ہیں اور نہایت محققانہ طرز سے دلایل بیان کی گئی ہے
چھپائی عمدہ کاغذ سفید چکنا ۔ حجم ۲۴۰ صفحے

قیمت ۱ر

المعلن
ابوالحسنات حافظ محمد ولی اللہ بن فاروقی امدادی مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد